انجانب

کیا ہنسے کوئی بھلا کیا رو سکے
دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

یہ تو سب جانتے ہیں کہ مثل مشہور ہے ۔ بھینس نہ کودی کودی گون ۔ یہ تماشا دیکھے کون ۔ حضرت بھینس بھی دست تو سونے کا کٹورا اور جاگنے کی کنبا ہوتی ہے بڑی وجہ ہے کہ دلی کے محلہ محلہ میں کثرت سے موجود ہیں ۔ بیرونی احباب اندازہ کریں کہ اس شہر میں کتنے مفت خور بستے ہیں ۔ انجانب کا سابقہ سادہ سادہ لوح سنی مسلمان خواہ جاگتا ہو یا سوتا ۔ ٹوٹی پھوٹی قسمت والوں کی طرح ٹوٹے ہی ہیں بہت ہے ۔ کسی پیچھے رستم لقمان وقت کی کمی نہیں کہ دنیا نوسی حکومت یا جالینوسی حکمت سے کام لے اور کسی سے منہ پھوڑ کر خواہش ظاہر کرنے میں دریغ نہ کرے اور اپنے آپکو نہایت حاجتمند ثابت کرکے کچھ لے لگے ۔ ادھر علاقہ پہ عمل پیرا ہو جو مگر دنیا خصوصاً جہاں تک ممکن ہیں ۔ ایک جگہ دو انقلاب کو نوکری کرتے دیکھا ۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ ایک نوکر ہے ایک آقا ۔ ایک کہتا تھا کہ تم ہماری نوکری نہ چھوڑو ۔ دوسرا ہٹ کرکے کہتا تھا کہ میں نوکری نہیں کرتا ۔ مجھکو نوکری میں سراسر نقصان ہے ۔ انجانب نے چار بھلے مانسوں کے ہمزبان ہو کر سبب پوچھا تو نوکر نے کہا میں بھیک مانگنے میں انکا تیس روپے ماہوار کا دو مہینے سے ملازم ہوں جنکو نوے روپیہ ماہوار اپنی حکمت عملی سے بھیک مانگ کے لا کر دیتا ہوں ۔ گویا موت اور پیدائش میں ایک اور تیس کی نسبت ہے ۔ اور بھیر طرہ یہ کہ میں دینگے دس دس روپیہ اور دس کا دیا ہی کیا ۔ سو میں اب ایسی نوکری نہیں کرتا ۔ آپ ہی مانگ کھایا کرونگا ۔ وہی مثل ہوئی کہنے جو کھوں مفت مشقت اور بڑے بیٹے کی ۔ غرض آقا نے یہ کہکر ؎

کس نیاموخت علم تیر از من
کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

بہت سی الٹی سیدھی زبانی ٹھنیاں دیں ۔ مگر تو ہ اس نے قورمہ والا ہاتھ ہی نہ ملایا ۔ اور پھیر ہاتھ ہی نہ دھرنے دیا ۔ وہ انسان بصورت حیوان کی دیکھی کی طرح غائب غلہ ہو گیا ۔ بیچارے سب والے آقا صاحب دم بخود کھڑے بھول سے بکریاں سے چیکے ۔ ہونسے تنکے دم سادھے سون کھینچے

علی گڑھ کو پہنچے ہیں گے ۔ ہمہ تن وہ لوگ بھٹی ہو گئے پوچھتے ہی رہے کہ آپکا کدھر سے آمد ہوا ۔ مگر دل ٹھکانے ہو تو کچھ منہ سے بولتے سر سے کھیلتے ۔ کاہل الوجود ادبار اقبالوں نے روپیہ کمانے کے نئے نئے ڈھنگ نکالے ہیں ؎

جس ادا جس ناز سے تصویر چاہی کھینچ دی

ایک یہ بھی کو خدا کی خوبی کو ہاتھ میں لے مٹھی گرم کر لی نہ ہلدی لگی نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آیا ۔ ہائے منہ سے کے دھندے اور چندے نے وہ مٹی خراب کی کہ الٰہی توبہ ۔ گھر جائیں تو گھر والیاں نکالا نہ بیٹھنے دیں باہر جائیں تو بازار والیاں انگلیوں پر نچائیں ۔ دنیا میں جو کوئی ہے سو پیٹ کی لپیٹ میں ۔ جورو بھی اور اُٹھنا بھی ۔ کسکو رکھئے اور کسکو نہ رکھئے پاس ہو تو دونوں منتے ہوں ۔ ورنہ تو کون اور میں کون ۔ خیرات کے سبب بڑھے جوانوں کے اخلاق پر عجیب و غریب اثر پڑ رہے ہیں ۔ پر یہ افیم کھانے کو بھی نہیں ۔ جو افیم کے سٹے میں لگا کے ایک کے نو بنا ہفت ہزاری بنے پھریں ؎

کیا کہیں کس سے کہیں کس کے لئے * پھرتے ہیں چاروں طرف مضطر سے ہم

مہذب فقیر بنکے اوروں کی کمائی پر امیر بننے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں ۔ اونکم ٹیکس ٹیکس دینے کو بھی رہتی ۔ مگران شگفتوں سے بے کوڑی ۔ کمپنی سازوں اور بد معاشوں نے علم و دولت کی ترقی کا سراب ۔ یا ایک سبز باغ دکھا کے لوگوں کی جیبوں میں سارا ہاتھ داخل کر رکھا ہے ۔ انکا مقصد یہ ہے کہ نام کا نام اور پلاؤ کی رکیبی مفت میں ۔ انکو الم غلم غلہ کی کمی پیداوار سے کیا کام جہاں کسی گانٹھ کے پورے کی گرہ کھلوائی گلچھرّے اڑانے کو پیسہ ناموجود ۔ خواہ پیٹ بھوں یا پیٹھ ۔ ہاں جلسہ کی نوبت نہ آئے اور میلہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں ۔ افلاس کی بدولت کم ایہ گی ہے کنبہ بھر کا کوئی پیٹ بھیتا پھرے انکی بلا سے ۔ حضرت نام کے شریف رذیلوں سے اپنے کے سیدھے کرنے کو صلواتیں سننے سے بھی گریز نہیں کرتے ۔ جہاں کہیں جلسہ ہوا اور ہتر پٹرا اُٹھے ۔ دے لکھ چوکھا کر دیا ۔ بیچارے غریبوں کا موری دہانہ بند کرکے اپنا جگی پر نالہ خصی کر رہی چلتے ہیں ۔ وہ ادنی جرفی ہاتھ لگتے ہی گھر آ کر جورو جان کے ساتھ لیتے خواب خرگوش میں نہیں ہو جاتے ہیں ۔ کہ جانے حشر تک قسم ہو جاتا ہے ۔ حضرت اس گرمی کی گمس میں کلدار پنکھے کے نیچے انہیں کو میٹھی نیند کے خراٹے لیتے آتے ہیں ۔ کہتے ہیں بازادوں کی مالداری جورو یا زندیوں کے سوا کسی دوسرے کو روا نتا بھی نہیں ہم سمجھتی ۔ انہوں نے جس نے کی بھیائی اس نے کھائی دو دو ہاتھ ملائی ۔ سچ کر دکھایا ۔ بھیک بمقدار شیر الطول بھنڈ ۔ گھپتی زیادہ و بھیک مانگنے پر خوش ہیں ۔ جہاں

یاران ہمہ غالب

دیکھیں کیا اٹھتا ہے طوفان تری محفل میں
آج ذاکر بھی چلا دیدۂ گریاں لے کر

پنچوں کے سردار - سراپا وقار مولوی مولانا دہلی پنچ صاحب دام ظلکم - تسلیم کا تحفہ ارسال خدمت ہے لیجئے اور شکم خیال کو سیر کیجئے - میں رخصت ہوتا ہوں کیونکہ میں آج مغموم ہوں - کیوں بھئی تمہارے ایسے آزاد کو غم و الم سے واسطہ - اگر پریشان ہو تو کیوں - وجہ - ارے بھئی کچھ نہیں یونہی - نہیں نہیں کچھ دال میں کالا کالا ضرور ہے - آج آپ افسردہ دل اور پریشان حال معلوم ہوتے ہیں - دیکھئے نہ منہ پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں - ارے بھئی مجھ ایسے حرماں نصیبوں کی تو ہمیشہ ایسی ہی حالت ہوتی ہے - حضرت اب تو آپ بغیر کہے نہیں جا سکتے آپکو منگالیوں کے جوتوں کی قسم سچ سچ کہہ دیجئے - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپکا چارہ ساز اور غمگسار بنونگا - بھئی جب تم اصرار ہی کرتے ہو تو لو سنو - اور اچھی طرح سنو - ہاں کان کھول کھول کر سنو - آج تقریباً ۱۲ بجے شب کو بندہ سٹیشن سے آرہا تھا کہ راہ میں ایک حسین مہ جبین رشک ماہ شاہزادی حسن وجاہ - مکمل از حسن و خوبی و تاب و شباب - رہزن راہ خضاب - پر جو نظر پڑی تو میں عین غین اور ختاف ہوگیا - اور وہ پریوش صورت دکھا نظروں سے غائب ہوگئی - اسکا غائب ہونا تھا - کہ کوہ الم ٹوٹ پڑا - دل کو ایک الجھن ہوگئی - قدم اٹھانا مشکل ہوگیا یہ حالت ہوگئی ؎

چلے چلکر تھمے تھمکر بڑھے بڑھکر ذرا ٹھیرے

خدا خدا کرکے مکان پہونچا - وہاں حیرانی اور زیادہ بڑھ گئی - ہزار دل کو سمجھاتا تھا - اور جذبۂ دل کی تاثیر کی خوشامدیں کرتا تھا - لیکن ؎

دل ہے کہ کسی طرح بہلتا ہی نہیں ہے
میں لاکھ سنبھالوں یہ سنبھلتا ہی نہیں ہے

اسی وحشت میں یہ چند اشعار لکھا ہے - لیجئے ملاحظہ فرمائیے اور ناظرین کے بھی پیش نظر کیجئے -

غزل

غضب ہے بزم میں آنا کسی کا ✦ حیا کے ساتھ فرمانا کسی کا
جو دیکھا اس نے مقتل میں تو بولا ✦ نہیں بھاتا مجھے آنا کسی کا
دکھا کر غمزہ و ناز و ادا سے ✦ غضب کرتا ہے اٹھلانا کسی کا
لگاتے منہ میں ہم پارہ کسی کے ✦ جو ملتا مجھکو پیمانہ کسی کا
پسند آیا ہے شاید انکو بسمل ✦ تپ فرقت سے تڑپانا کسی کا

اب رخصت ہوتا ہوں - تسلیم ✦

راقم - بے پئے ہم نہ اٹھے ہیں نہ اٹھینگے ساقی
ٹلنے والے وہ کوئی اور ہیں میخانہ سے

بسمل سہسرامی

گر نہ مانو برا تو کہہ ڈالیں
وہ پتے کی کہ جھینپ جائیں آپ

یار پنچ - ایک نو آموز تماشبین سلجھی ہوئی رنڈی سے تھمی ہوگیا - رنڈی نے اپنے مکر و فریب کے دام شکنجے میں کھینچا - کہ تماشبین صاحب کی جوتیاں جو کس ہوگئیں نوبت باینجا رسید کہ دیگر ایسے غیر ہیچ بکلیاں لوگوں سے کھلے بندوں ٹکے کی چوٹ لینے لگی - تماشبین صاحب نے جب یہ اطوار بد دلربا کے بچشم خود دیکھے ضبط کرنے کو بقول شخصے ؎

سالہا جب تک دیا دیا لیکن
اب نگہبان ہے خدا دل کا

کیا - لیکن ؎ جفا و جور کی کچھ حد بھی آخر ✦

ایک دن دل مضبوط کرکے اس سے پیشتر رنڈی بخش کو مصداق ؎

ہے یہ تعریف کے پردہ میں شکایت اچھی

اشعار مصنفہ آخر یہ شکار پڑھ کر سنانے لگے - تاکہ وہ سن سمجھ کے اپنی نازیبہ حرکات سے باز آئے - لیجئے براہ مہربانی وہ اشعار سن ڈالئے - مرحوم ہوا

یاد رکھ کہنے کو میرے جان جاں ✦ ہے یہ حق تو بات میری مان جاں
جان کر اتنی نہ بن انجان جاں ✦ دوست دشمن کو ذرا پہچان جاں
ترک کر غیروں سے ملنا ورنہ پچھتائیگی تو ✦ دیکھ لکھو بیٹھیگی اپنی مفت میں تو جان جاں
گر یہی ان چال رہیگی خوشنمے رفتار ناز ✦ چاہنے والوں کی ٹھیک جائیگی پس جان جاں
ارتباط غیر کا اقرار تو ہرگز نہ کر ✦ مفت کوئی کو مرے بجان رہنا تو ایمان جاں
چھوڑ اس ہرجائی پن کو دیکھ میرا کہنا ✦ ورنہ پچھتائیگی تو کل مری بات جان جاں
ملنے والے سے جو چمکے ہو تو خود جاکر منا ✦ اس میں جائیگی نہیں ہرگز تری کچھ شان جاں

گرد گمان ہو کے ہنسی سے نکر بات تو وہ ۔ سست کھلانا بلکہ ایسوں کو سنا کر یاں جان
سایل ہو سر جو ہو اُسکو ڈکر یو سر عطا ۔ جس کی دولت کا اسکو ہو مرجان جان جان
اور پر کھہ کھوٹے کھرے کی تجکو بتلاتے ہیں ہم ۔ سمجھے جو بچا تجھے تو اُسکو بے ایمان جان
چھوڑ گمراہی کا رستہ چل طریق راست پر
کہتا ہے تجھ سے یہ جان وہ ہے اور شیطان جان
راقم جیاں سنہر لوی
بقلم ظرافت الزماں از کوسی کلاں

کلکتہ کا ہفتہ مختتمہ ۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۶ء

ایک بنگالی کی بیوی صاحبہ اس واسطے ناراض ہو گئی تھیں کہ آپ کی آرک جارک کسی غیر عورت کے پاس تھی ۔ بنگالی صاحب کھپا ہو گئے ۔ اور افیم کھا کر بیکنٹھ باش ہونے کی ٹھانی ۔ پولیس کا ہیکو ٹھکانے بیٹھے دیتی ۔ حضرت عزرائیل کے تمام منصوبے توڑ دیئے ۔ اور ڈاکٹری مدد سے بھلا چنگا کر دیا ۔ مولوی محمد سراج الحق صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ کی عدالت سے ایک ماہ قید کی سزا ملی ۔ بھلا بچا تعجب نہیں تو جیل ہی میں ایک ماہ کاٹو ۔

کابلی پٹھان کبھی چپلے بیٹھتے ہیں ۔ سب پٹ پٹالیں مگر یہ ایسی اسامی نہیں ہیں بھوانی پور میں کسی دھوبی پر کچھ روپے چاہئیں تھے ۔ پٹھان لوگوں نے اُسکو اپنی حوالات میں رکھا ۔ پولیس کو خبر لگی ۔ وہ آئی تو اُنکی خوب ہی خبر لی ۔ اب مقدمہ چل رہا ہے دیکھئے کیا نتیجہ ہو ۔

محلہ انٹالی میں ایک مسلمان بھیا کسی ہندو کو خلیفہ خلیفہ کہہ کر پکارا کرتے اور دل لگی کیا کرتے تھے ۔ مگر دل لگی میں مسخرگی ہو گئی ۔ کیا معنے اُس ہندو بنگالی نے تنگ آکر غصہ میں کلہاڑی کی اور ٹھائیں دینی سے دے ماری ۔ اب وہ ہسپتال میں ہیں اور پولیس کے شکنجے میں ۔ کیا ہنسی میں پھنسی ہوئی ہے ۔

ایک بنگالی کی بیوی میکے چلی گئی تھیں اور اپنی اماں جان کے پلو میں بندھی رہتی تھیں ۔ جتیرا بلایا ۔ آتی ہی نہ تھیں ۔ ایک روز آپ گئے اور دست تبرے کی دست ترسے کی ۔ اپنی خوشدامن کی خوب کنوں گھونسوں سے خبر لی ۔ نتیجہ کیا ہوا بیوی جان نے نالش ٹھونک دی ہے ۔ کہ میرے میاں نے یوں کیا ۔ وہ یوں کیا ۔

مقدمہ در عدالت اور ہماری آنکھیں بر فیصلہ ۔

ایک بنگالی نے ہائی کورٹ کے جج سے شکایت کی کہ ایک یورپین پولیس سرجنٹ کی خبر لی جائے ۔ کیا معنی وہ بہت افلاطون بنا پھرتا ہے ۔ ٹریم کو اگر بکتا ہے ۔ آپنے کلرک آف دی کراؤن سے فرمایا کہ تحقیقات کی جائے ۔ اب معلوم ہوا کہ سرجنٹ نے بابو سے نہایت عاجزی کے ساتھ معافی مانگی جو آپنے منظور کر لی ۔ جہاں دیکھو سفید چمڑے والوں کی شکایت ۔ الٰہی توبہ ۔

ایک مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک ۱۶ برس کی لڑکی آئی اور بولی کہ میری منہ بولی ماں مجھ سے پیشہ کراتی ہے ۔ اور کہتی ہے کہ روزانہ ۵ یا ۶ ۔ ۱۰ آدمیوں کو اپنے پاس آنے دیا کروں ۔ میں کمزوری کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتی ہوں ۔ اور اب ایک بھلے آدمی کے پاس برضا و رغبت خود چلی گئی ہوں ۔ مجسٹریٹ نے طرفین کے بیانات سنکر فیصلہ لکھا کہ لڑکی بالغ ہے جہاں چاہے رہ سکتی ہے ۔ اُسکی ماں زبردستی نہیں کر سکتی ۔

آپ جانئے بنگالی ایک کائیاں ہوتے ہیں ۔ ماں کے وکیل نے فوراً ہی تابڑ توڑ سوالات کی بوچھاڑ کر دی کہ آپنے اُسکو کیوں رہا کر دیا اور فیصلہ دیدیا ۔ مجسٹریٹ نے کہا تمکو مخالفت کرنے کی جرأت کیوں ہوئی ۔ دور ہو جاؤ کچہری سے ہمارے حکم ہے ۔ وکیل نے کہا میں نے عدالت کی تحقیر نہیں کی ۔ عدالت نے اُدکا ۔ بس لگتے ہو معافی ۔ یور آنر میں معافی مانگتا ہوں ۔ میں عدالت کے سوا اور کسی سے نہیں دبتا ۔ عدالت نے کہا ۔ ٹھیک ہے ۔ تھینک یو دیجئے دیکھئے ۔ بنگالی وکیل کیسے منہ زور ہیں ۔ اس وجہ سے سب دبتے ہیں ۔ بس دانٹ ڈپٹ ہی ہے صوبجات متحدہ میں کوئی ایک لفظ تو منہ سے نکالے ۔ زبان اُکھڑوا ڈالی جائے میاں اور کیا ۔

سیالدہ میں دو بنگالی آپس میں بڑے دوست تھے ۔ ایک روز ایک نے اپنی بائسکل پر چڑھنے کیلئے استدعا کی ۔ دوسرے نے کہنا نہ مانا ۔ اسپر آیا پہلے کو غصہ ۔ اُس نے دیا ایک چانٹا ۔ مقدمہ گیا عدالت میں ۔ طرفین سے وکلا تھے ۔ بحثیں ہوئیں ۔ آخر مجسٹریٹ نے مقدمہ ڈسمس کر دیا ۔ کیا یار غاری کا معاملہ ہے ۔ یاری کٹی ہو گئی ہے ۔ کہو کنوئیں میں بکری ۔ بہلی تہلی قسم آر کی ۔

راقم ۔ مسٹر اے آر ریسٹی از لکھنؤ

میاں پنچ - آداب بندگی سلام وغیرہ طاق میں رام رام جے جے گوپال کمیم کشل چھیم ہے اپنا قلم دوات بستہ سنبھالئے اور ہاتھوں سے لکھئے اور کانوں سے سنئے اور زبان سے داد دلوایئے - اپنے دوستوں کو کنبہ داروں عاشقوں کو سنایئے اور صلہ دلوایئے - واہ واہ بھئی کیا سناتے ہو - کوئی تازہ بتازہ غزل - ٹھمری - ٹپہ - ہولی - بارہ ماسا کیا سناؤ گے - اوہو - معلوم ہوا کوئی خبر وغیرہ لائے ہو تو اچھا جناب مستعد ہوں قلم دوات تیار ہے - ابھی نہیں - وہی پرانا قضیہ اوڈ بکھیڑا - ظرافت کی پڑیا کا بقیہ حصہ نذر کرتا ہوں - یار تم بھی سڑی ہو بھلا اتنا کالم بیفائدہ خرچ کرایا کیا فائدہ ہوا - اچھا حجت (حضرت) معاف کیجئے بھول گیا سنئے ساڑھ کا آغاز ہے برسات کا موسم ہے کالی کالی گھٹائیں عاشقوں کے دلوں کو کسی سانولے رنگ کے معشوق کی یاد دلا کر بے چین بنا رہی ہے - جنگلوں میں درخت ایسے ہرے بھرے معلوم ہو رہے ہیں جیسے سارے زمانہ کی سبزی کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے گو کہ یہ موسم بہت ہی دلکش ہے بشرطیکہ اسکا سماں کوئی ایک جگہ بیٹھ کر دیکھے لیکن اگر کہیں دور دراز کا سفر درپیش ہو جائے تو کیا خاک لطف حاصل کر سکتا ہے اور خاصکر برسات میں شادی (اور وہ بھی سیکڑوں میل) کرنے میں جو جو دقت برداشت کرنی پڑتی ہے - انہیں کا دل جانتا ہے - جنکے اوپر یہ مصیبت کا باران پڑا ہو - تعلیم یافتہ نوجوان کے اکلوتے صاحبزادے کی شادی اس مبارک مہینے میں ہے - آپکو یاد ہوگا - برات بڑی دھوم سے روانہ ہوئی - کوئی تین چار سو آدمیوں کا قافلہ - یار دوست عزیز آشنا سٹیشن سے ساتھ ہوئے مقام مقررہ پر پہونچتے ہی اس قدر بھیڑ ہو گئی کہ انتظام کرنا امکان سے باہر ہو گیا یہ لوگ جس وقت اسٹیشن پر اترے تو وہ شور بلند ہوا وہ ابتری پھیلی کہ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی اور اسپر طرہ یہ اور ہوا کہ کالی کالی گھٹائیں چاروں طرف سے امنڈ کر آگئیں - بارش زور سے ہونے لگی - سٹیشن کے باہر چاروں طرف پانی ہی پانی دکھائی دینے لگا میٹی والوں نے کوئی پانچ گاڑیوں کا بندوبست کر رکھا تھا - ان بیچاروں کو کیا خبر تھی کہ ایک ایسی بے تکی اور بے سری فوج کا سامنا کرنا ہوگا - غرضکہ عورتوں کی گھبراہٹ بچوں کا شور اور دیگر آدمیوں کی ہائے پکار نے سٹیشن سر پر اٹھا لیا - استقبال کرنے والے ایک ایک کا منہ تک رہے ہیں - انکی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس بے قاعدہ فوج کے سامان باربرداری کا انتظام کیونکر کیا جائے آخر ایک ساتھ شور مچا کہ چلو اسباب اٹھاؤ - اور سٹیشن کے باہر چلو - توبہ توبہ اس وقت کا نظارہ واقعی وحشتناک تھا - کوئی گاڑی پر سے اتر رہا تھا کہ دوسرے نے اندر سے دھکا دیا وہ سنبھلنے ہی کو تھا کہ سامنے سے ایک اور اوپر چڑھا اور گاڑی کے اندر جا کر پاؤں کے پاس سے گٹھڑی اس زور سے کھینچی کہ تینوں آدمی مع اسباب ایک دوسرے پر گرے • باقی آیندہ

راقم رامچند مہاجنی سکول دہلی

سوودیشی نوحہ

تم ہو گئے برباد اور اک کام نہ نکلا - ہے ہے مرے ماشا
بنگال کی تقسیم رکی تم سے نہ اصلا - ہے ہے مرے ماشا
بنگال کی تقسیم سے ابتر ہوئی حالت - اے وائے مصیبت
اک کام بھی کوشش سے تمہاری نہیں نکلا - ہے ہے مرے ماشا
بیچارے سریندر کو ہوا فائن بھی دینا - اب کیا کریں مولا
اب چھوڑ چلے جائیں جو بنگال کہا ہے - ہے ہے مرے ماشا
جاتا تھا مسلمانوں کو جو تم نے ملانا - اور ہاتھ میں لانا
افسوس کہ انکو بھی ذرا رحم نہ آیا - ہے ہے مرے ماشا
انگلینڈ کی چیزوں سے قسم کھائی تھی تم نے - کیوں پھر گئے اس سے
سچ سچ کہو مجھ سے ہوا کیا جوش تمہارا - ہے ہے مرے ماشا
تحریک سوودیشی جو پھیلائی تھی تم نے - یہ سب تھے بہانے
بنگال کی تقسیم پہ قسمت کا گلا تھا - ہے ہے مرے ماشا
تم ہار گئے کا ہے بسمل کی دعا ہے - ہر روز و ہر شب
اب حالت ابتر کو تمہاری لکھیں کب - ہے ہے مرے ماشا

راقم بسمل از بھاگلپور

جناب حیا بیگم صاحبہ ڈائرکٹر ہائی سکول اینگلو [illegible] دارالاقبال بھوپال -

شعور ہی نہیں جب انکو دلربائی کا ◆ تو کیوں وہ نام ڈبوتے ہیں آشنائی کا
جو حکم ہو در دولت پہ جبہ سائی کا ◆ تو قصد ہم بھی کریں قسمت آزمائی کا
لگا تو لینے لگے ہے یہ دق نہیں نہ دوا ◆ مریض ہجر کو ہے عارضہ جدائی کا
ستانا انکو نہ اے جذبہ دل ترے قربان ◆ خیال رکھنا بہت انکی میرزائی کا
بنے گا شمع وہ اے لالہ رو سر مدفن ◆ جو داغ سینہ پہ ہے دلبر تری جدائی کا
تو میرا نامہ ذرا جھک کے کیا لئے قاصد ◆ گلہ ہے انہیں بہت انکی کج ادائی کا
ہزاروں لٹ گئے لاکھوں کو کر دیا برباد ◆ ابھی حضور کو دعوی ہے پارسائی کا

لکھا ہے خط میں حیا اس صنم کو شوق وصال
ٹھکانا کچھ بھی ہے اس تیری بے حیائی کا